نقش آغاز

شریعت آرڈیننس

اور

سینٹ میں اس کا مفصل تجزیہ

صدر پاکستان کا حالیہ شریعت آرڈیننس سینٹ کے حالیہ اجلاس میں غور و فکر کے لئے زیر بحث رہا۔ محرک شریعت بل سینیٹر مولانا سمیع الحق مرکزی سیکرٹری جنرل جمعیت علماء اسلام نے ۲۷ اگست ۸۸ء کو صبح کے اجلاس ہی میں سینٹ میں اس موضوع پر بحث کا آغاز کرتے ہوئے حسب ذیل خطاب فرمایا۔ جسے ہم سینٹ سیکرٹریٹ کے شعبہ رپورٹنگ کے ضبط کردہ شکل میں پیش کر رہے ہیں اس خطاب میں شریعت آرڈیننس کی خامیوں پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے (ادارہ)

مولانا سمیع الحق ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب! شریعت آرڈیننس کے بارے میں ملک میں تین قسم کے نقطہ نظر اب تک سامنے آئے ہیں

نفاذ شریعت اور تین نقطہ نظر تین قسم کے خیالات ہیں۔ ایک تو اس ملک میں وہ طبقہ ہے جو درحقیقت اس ملک میں دین کی بالادستی اور اسلام کی بات کو سننا تک گوارا نہیں کرتا اور وہ اس ملک کو ایک سیکولر اور لادینی سٹیٹ دیکھنا چاہتا ہے۔ وہ طبقہ جو دین دشمن عناصر کا طبقہ ہے وہ تو ابتدائی دن سے اس ملک میں شریعت کی بات سننے کو تیار نہیں ہے اور جہاں کہیں شریعت کی بات آجائے وہ شور مچانا شروع کر دیتے ہیں۔ وہ لوگوں کو سڑکوں پر نکال لیتے ہیں۔ جلوس نکالتے ہیں اور کبھی عورتوں کے حقوق کی آڑ میں، کبھی کسی آڑ میں پورے اسلام کو، پوری شریعت کو، پورے قرآن وسنت کو اسلامی قوانین کو اسلامی حدود کو چیلنج کرتے ہیں اور اس کے خلاف نعرہ بازی کرتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ وہ طبقہ تو اس ملک میں اور اس نظریاتی مملکت میں رہنے کا حقدار ہی نہیں ہے۔ یہ ایک اسلامی ملک ہے اور اسلامی نظام کے لئے بنایا گیا ہے اور بے تحاشا قربانیاں دی گئی ہیں۔ اس ملک میں جب بھی نافذ ہوگا تو اسلام ہی نافذ ہوگا اور اس ملک

ہیں جب تک شریعت کی بالادستی قائم نہیں کی جائے گی تو جن مسلمانوں نے قربانیاں دی ہیں وہ رائیگاں رہیں گی۔

اس وقت شریعت آرڈیننس کے نام سے جو چیز سامنے آئی تو کچھ لوگوں نے فوراً اس کو مسترد کر دیا۔ ان کو اس مسئلے سے دلچسپی نہیں ہے کہ یہ چونکہ ضیاء الحق نے نافذ کیا ہے اگر اسے جونیجو نافذ کرتا تو مان لیتے ان کو سرے سے شریعت کے نام سے چڑ ہے۔ تو ہم اس طبقے میں بھی نہیں ہیں اور اس طبقے سے بھی بیزاری کا اعلان کرتے ہیں۔ اور ایک طبقہ وہ ہے جو خوشامدی اور درباری قسم کے لوگ ہوتے ہیں اور حکومت کی طرف سے جو بھی بات سامنے آجائے خواہ اس میں کوئی حقیقت ہو یا نہ ہو۔ اس میں کوئی وزن ہو یا نہ ہو۔ اس میں کوئی مثبت یا انقلاب آفریں باتیں ہوں یا نہ ہوں لیکن وہ اخبارات کے ذریعے، ٹی وی کے ذریعے مبارک سلامت میں لگ جاتے ہیں۔ اس شریعت آرڈیننس کے بارے میں بھی بعض لوگوں نے مبارک سلامت کا طوفان مچا دیا کہ واقعی اس ملک میں شریعت نافذ ہوگئی اور شریعت کی بالادستی آگئی اور انہوں نے یہ تک نہیں دیکھا کہ شریعت آرڈیننس ہے کیا؟ نہ اس کا مطالعہ کیا لیکن فوراً شور مچا دیا اور مبارک سلامت شروع ہوگئی کہ اسلامی انقلاب آگیا ہے۔ اب عوام کے تمام مسائل حل ہو جائیں گے تو ہم اس طبقے سے بھی نہیں ہیں۔

شریعت پہلے سیاست بعد میں | ہم نے ہمیشہ سیاست کو ثانوی نظر سے دیکھا ہے ہم اس ملک میں شریعت کی بالادستی چاہتے ہیں خواہ وہ پارٹی سسٹم کے ذریعے ہو جائے یا نان پارٹی سسٹم کے ذریعے ہو جائے خواہ مارشل لاء کے ذریعے ہو یا خواہ جمہوری اداروں کے ذریعے ہو۔ ہم مارشل لاء کی تحسین نہیں کرتے لیکن اگر ہمیں شریعت کی بالادستی مارشل لاء سے بھی ملتی ہے تو اس کو بھی خوش آمدید کہتے ہیں۔ کہ شریعت ہمیں چاہئے۔ اگر جمہوری حکومت آکر شریعت کو پس انداز کرتی ہے اور اس کو نظرانداز کرتی ہے تو ہم نے اس جمہوری حکومت سے بھی لڑائی لڑی ہے اور تین سال ہم جونیجو گورنمنٹ سے اور آٹھ سال سے ضیاء الحق صاحب سے بھی الجھے ہوتے ہیں۔ اس معاملے میں ہم نے کوئی مفاہمت نہیں کی نہ مداہنت کی ہے نہ ترغیب میں آئے ہیں۔ نہ ترہیب میں آئے ہیں۔ نہ لالچ میں آئے ہیں۔

شریعت آرڈیننس اور متوازن راستہ | تو شریعت آرڈیننس کے بارے میں بھی ہم نے یہی محتاط رویہ اختیار کیا۔ اور ہم نے کہا کہ ایک متوازن رائے سامنے آجائے۔ ہم نے شریعت آرڈیننس کو مسترد بھی نہیں کیا۔ ہم نے شریعت آرڈیننس کی موجودہ شکل میں تحسین بھی نہیں کی بلکہ ہم نے بڑے غور سے اس کا جائزہ لیا کہ شریعت آرڈیننس سے واقعۃً جو مقاصد ہیں وہ پورے ہوتے ہیں یا نہیں؟ تو ہمیں بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جو چیز ہم چاہتے ہیں

شریعت بل کے لئے طویل جدوجہد | اور جس شریعت بل کو ہم نے معزز ایوان کے سامنے رکھا تھا اور جس کے لئے ہم نے تین سال مسلسل تگ و دو کر کے جدوجہد کی اور مسلمانوں نے اس کے حق میں مظاہرے کئے، جلسے کئے۔ پارلیمنٹ تک آئے اور محضرنامے بھیجے۔ جناب چیئرمین! آپ نے خود فرمایا تھا کہ کسی بل کے بارے میں پارلیمانی تاریخ میں اتنی عظیم دلچسپی کہیں بھی نظر نہیں آئی۔ میں خود آپ کے سامنے اس پارلیمانی بلڈنگ میں حاضر ہوا تھا اور تین

پیٹیاں سر پر اٹھا کر آپ کی خدمت میں لایا مقامیز پر میں نے رکھی تھیں کہ یہ محضر نامے کراچی سے آئے ہیں۔ آپ نے کہا کہ یہ تو بہت زیادہ ہیں۔ میں نے کہا کہ حضرت نیچے پورا ٹرک بھرا ہوا کھڑا ہے۔ آپ نے پھر اپنے سٹاف کو بلایا اور ان کو بھیجا اور انہوں نے پورا ٹرک نیچے خالی کرا کے اسمبلی کے محافظ خانے میں رکھا۔ تو اس سلسلے میں مسلمانوں کی دینی تنظیموں کی عظیم جد و جہد ہوئی۔ اور پھر اس ایوان نے اس کے لئے کمیٹیاں بنائیں۔ سٹینڈنگ کمیٹی بنی۔ سلیکٹ کمیٹی بنی۔ پھر دوبارہ کمیٹیاں بنائی گئیں۔ پھر اس پر تین سال پہلی خواندگی جاری رہی۔ اور دوبارہ دفعہ وار بحث شروع ہوئی۔ تو ہم ایک ایسی چیز ملک میں نافذ کرانا چاہتے تھے جس سے واقعی عدلیہ میں، مقننہ میں، ذرائع ابلاغ میں اور انتظامیہ میں کچھ بہتر تبدیلیاں آ جائیں۔ مگر ہوا یہ کہ اس شریعت بل کو سرد خانے میں ڈال دیا گیا۔ اور اب ایک آرڈیننس نافذ کیا گیا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ قومی اسمبلی جب ٹوٹ گئی تو آرڈی ننس ہی نافذ کیا جا سکتا تھا۔ لیکن جب اسمبلی توڑی گئی تو اس کے لئے بھی سب بڑا عذر اور سب سے بڑا جواز یہی مہیا کیا گیا کہ قومی اسمبلی نے اور پچھلی گورنمنٹ نے اسلام کے نفاذ میں دلچسپی نہیں لی۔ اب ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ واقعی کوئی انقلاب انگیز اور فوری مثبت اثرات والے اقدامات کئے جاتے۔ تب تو صدر ضیاء الحق کے اس اقدام کو کوئی جواز بھی مہیا ہو جاتا۔ لیکن انہوں نے بڑے جذبات و احساسات کے بعد قوم کے سامنے اس آرڈی ننس کے ذریعہ جو چیز رکھی تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ہم کسی بھی مثبت تبدیلی کی طرف نہیں جا سکتے نہ ہی اس ملک میں اسلامی نظام نافذ ہو سکتا ہے۔ نہ جو مروج قوانین ہیں۔ ان کو ہم تبدیل کر سکتے ہیں اور نہ ہی اسلامی قوانین کو بالادستی حاصل ہو سکتی ہے۔

قرآن و سنت سپریم لا ہے صرف سرچشمہ نہیں

سب سے پہلی چیز جس پر ہم کئی سال سے جھگڑ رہے تھے۔ وہ یہ تھی کہ قرآن و سنت کو سپریم لا واضح طور پر تسلیم کیا جائے۔ قرآن و سنت صرف لا ہی نہیں ہے بلکہ سپریم لا ہے۔ اگر اس کو سپریم لا مان لیتے تو سارے قانون جو غیر اسلامی ہیں اور جو مروج قوانین ہیں۔ جو بھی اللہ کے قانون سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قوانین سے متصادم ہوتے وہ خود بخود کالعدم ہو جاتے۔ ہم نے اس چیز کو نویں ترمیمی بل کے ذریعہ پاس کرانے کی کوشش کی اور آٹھویں ترمیم کے سلسلہ میں جو جھگڑے جاری رہے اس کے صلے میں نویں ترمیم کا مسودہ تیار ہوا اور الحمدللہ کہ یہ اعزاز سینٹ کو حاصل ہوا۔ کہ اس نے نویں ترمیمی بل کو راتوں رات منظور کیا۔

اس نویں ترمیمی بل میں بھی سب سے بڑی چیز جو ہمیں حاصل ہو سکتی تھی وہ یہ تھی کہ اس کا ایک دفعہ یہ تھا کہ قرآن و سنت اس ملک کا سپریم لا ہو گا۔ اس "سپریم لا" کے لفظ پر ہماری کمیٹیوں میں وزیر قانون اور وزارت قانون کے بڑے بڑے ججوں کے ساتھ مہینوں جھگڑے چلتے تھے بالآخر انہوں نے تسلیم کر لیا تھا کہ قرآن و سنت نہ صرف خود ایک لا ہے بلکہ سپریم لا ہے لیکن آرڈی ننس میں صدر صاحب خود نویں ترمیمی بل کو نظر انداز کر گئے۔ انہوں نے (اسمبلی توڑتے وقت) تقریروں میں تو یہ کہا کہ ان لوگوں نے (ممبران نے) نویں ترمیمی بل کو پاس نہیں کیا۔ لیکن انہوں نے خود اس آرڈی ننس کے ذریعہ نویں ترمیمی بل کو بالکل بلڈوز کر دیا۔

میں اپنے معزز اراکین پارلیمنٹ سے درخواست کروں گا کہ وہ ان گذارشات کو ذہن میں رکھیں۔ یہ سب ایک ذمہ دار منصب پر فائز ہیں۔ اور بات شریعت کی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ ہمارے طرزِ فکر سے صدر صاحب خود محسوس کریں یا قوم کے سامنے اس کا اظہار کریں کہ ہمارے سامنے کون سی چیز آئی ہے۔ اور کون سی چیز اور آنی چاہئے اور حقیقی اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے کس چیز کی ضرورت ہے۔

جنابِ والا! میں عرض کرتا ہوں کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹیں بھی آئی ہیں۔ ان میں بھی قرآن وسنّت کو سپریم لاء بنانے کی سفارش کی گئی ہے پھر صدر صاحب نے اس اقدام کے بعد بالے پوتا صاحب کی نگرانی میں ایک کمیٹی بنائی اور اس کمیٹی کو بھی کہا کہ آپ ایک مسودہ تیار کریں۔ اس کمیٹی کے مسودہ میں بھی قرآن وسنت کو سپریم لاء کے طور پر تسلیم کرنے کی سفارش کی گئی تھی۔ پھر بائیس رکنی کمیٹی کی جو علماء کرام اور ججوں پر مشتمل تھی، صدر صاحب نے میٹنگ بلائی۔ اس کے سامنے بالے پوتا کمیٹی کا مسودہ رکھا۔ وہ خود پندرہ بیس گھنٹے اس کمیٹی کی شروع سے لے کر آخر تک کارروائی میں شریک رہے۔ اس کمیٹی نے بھی اس بات پر زور دیا کہ قرآن وسنت کو سپریم لاء تسلیم کیا جائے۔

نویں ترمیمی بل کو بلڈوز کیا گیا

لیکن اچانک جو آرڈیننس آیا اس میں قرآن وسنت کو سپریم لاء تسلیم کرنے کے بجائے اسے ایک سرچشمہ ہدایت کہا گیا۔ "سب سے بڑا سرچشمہ"۔ "سب سے بڑا ہدایت عظمیٰ"۔ "سب سے بڑا ہادی و راہ نما اور رہبر" یہ ایسے الفاظ ہیں، ان سے لوگ خوش تو ہو سکتے ہیں۔ یعنی وزنِ بیت کے لئے تو یہ ایک بہترین غزل تو بن سکتی ہے لیکن حقیقت میں ان الفاظ سے یہ ملک کا سپریم لاء نہیں بن سکتا۔ آپ کی پارلیمنٹ اور وزارتِ قانون کی ساری لائبریریاں جو ہیں یہ ہر قانون کے لئے سرچشمہ بن سکتی ہیں آپ تمام قوانین کے لئے کسی بھی کتاب سے اور برطانیہ کی لائبریریوں سے بھی ہدایت لے سکتے ہیں اور ان کو ماخذ کے طور پر تسلیم کر سکتے ہیں۔ لیکن اس سے وہ قوانین نہیں بنتے۔ ہمارا جھگڑا یہ ہے کہ قرآن وسنت سرچشمہ نہیں ہے بلکہ وہ براہِ راست خود قانون ہے۔ منبع ہدایت تو ہے ہی۔ لیکن وہ خود قانون ہے۔ اس کو حدود اللہ اس کو احکام اللہ کہا گیا ہے۔

آپ آیت میراث کو دیکھیں کہ کتنا دفعہ وار اس کو اللہ نے مرتب کر کے بھیجا ہے۔ ہزاروں بلکہ لاکھوں مسائل اس سے مستنبط ہو رہے ہیں۔ ایک سمندر کو اللہ نے ایک ایک آیت میں سمویا ہے ایسی دفعات کسی قانون میں بھی مرتب نہیں ہو سکتیں۔ مگر آپ اس کو قانون نہیں کہتے۔ آپ اس کو سرچشمہ کہتے ہیں جب کہ سرچشمہ کی پابندی ضروری نہیں ہوتی، اس سے آپ روشنی لے سکتے ہیں اور سب سے زیادہ ظلم یہ ہوا کہ ہم نے جو محنتیں نویں ترمیمی بل کے تیار کرنے میں کی تھیں، نظریاتی کونسل کے ذریعہ سے۔ اسلامائزیشن کی کمیٹیوں کے ذریعہ سے جو محنتیں کی تھیں ان کو نظر انداز کر کے اسے سرچشمہ قانون کے طور پر پیش کیا۔

قرآن وسنت کی تعبیر وتشریح سراسر مبہم چھوڑ دی گئی

پھر دوسرا ظلم یہ ہوا کہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ قرآن وسنت کی تعبیر وتشریح یہ ایک ایسی چیز نہیں ہے کہ بالکل اس کو کھلا چھوڑ دیا جائے۔ کسی بھی قانون کی تعبیر وتشریح

کے لیے کچھ صلاحیتوں کی ضرورت ہے کچھ حدود و قیود ہوتے ہیں۔ کچھ شرائط ہوتی ہیں۔ کچھ معیار ہوتا ہے۔ ہر شخص اٹھ کر آپ کے بڑے سے بڑے قانون کی تشریح و ترجمانی نہیں کر سکتا۔ اس کے لئے منٹو صاحب (ایک رکن جو سامنے بیٹھے تھے) کو کہیں کہ آپ اس کی تشریح کریں۔ آئین کی فلاں دفعہ کی تشریح کریں۔ اگر کوئی شخص سڑک پر سے گزر رہا ہے خواہ وہ دوکان دار ہے زمیندار ہے۔ کاشت کار ہے۔ آپ اسے بلا کر کہیں کہ آپ اس قانون کی وضاحت کریں تو یہ درست نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اس قانون کی تشریح و تعبیر کرائی۔ خلفائے راشدین کے ذریعہ اس کی تشریح و تعبیر ہوئی صحابہ کرامؓ کے ذریعہ اس کی تعبیر و تشریح ہوئی۔ زکوٰۃ کا۔ عشر کا۔ صلاۃ کا۔ تمام احکام اور قوانین کا ایک مفہوم قطعی طے ہو گیا۔ اب یہاں تشریح و تعبیر کی اگر ہم بات کرتے ہیں تو ہم کوئی فرقہ واریت نہیں پھیلاتے۔ ہم کہتے ہیں کہ شریعت کی تشریح و تعبیر کے جو بھی مسلّمہ قواعد ہیں جو اصلیت و صلاحیت ہے اور جو مسلّمہ ائمہ دین ہیں جو صحابہ کرام ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جو ہدایات و شرائط ہیں ان کی روشنی میں قرآن و سنت کی تعبیر و تشریح کی جائے گی۔

تحریف والحاد کا دروازہ کھل جائے گا

جناب چیئرمین! ہم نے اپنے شریعت بل میں تشریح و تعبیر سے متعلق یہ ساری چیزیں ملحوظ رکھی تھیں۔ فوضویت (بے لگام آزادیٔ رائے افراتفری) جس کو کہتے ہیں۔ افراتفری، اور قانون کی غلط تعبیر و تشریح، الحاد کا دروازہ اجتہاد کے نام پر نہ کھل جائے۔ ان چیزوں کی وضاحت کر دی تھی۔ ورنہ آپ نے خود ایک شعر فرمایا تھا۔

ز اجتہاد عالمانِ کم نظر　　　اقتدا بر رفتگاں محفوظ تر

پھر تو محیص کا ترجمہ یہ لوگ معاشی نظام سے کرنے لگتے ہیں تو اس آرڈیننس میں تشریح و تعبیر کی دفعہ کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ آج بھی کہا جا رہا ہے کہ پارلیمنٹ بھی قرآن و سنت کی تشریح و تعبیر کرتی ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ وفاقی کابینہ کو بھی حق ہے کہ تشریح و تعبیر کرے۔ کوئی کہتا ہے کہ چند مولوی یا وکیل کسی جگہ جمع ہو جائیں تو وہ بھی قرآن و سنت کی تشریح و تعبیر کے ٹھیکے دار بن جائیں۔ نہیں، یہ نہیں ہو سکتا۔

اگر قرآن و سنت کو ہم ایسے ہی کھلے اجتہاد کے لئے چھوڑ دیں تو پھر کل کو "عشر" کا مفہوم بدل جائے گا۔ پرسوں زکوٰۃ کا مفہوم۔ ترسوں صلوٰۃ کا مفہوم بدل جائے گا۔ کوئی پارلیمنٹ کہے گی کہ سود حلال ہے اور یہ سود وہ سود نہیں ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھا۔ کوئی کہے گا کہ یہ شراب وہ شراب نہیں ہے جیسا کہ ڈاکٹر فضل الرحمٰن نے بھی کہا تھا۔ یہ سارے فتنے اس ملک میں اٹھے ہیں۔ تو جناب اجتہاد کے نام سے الحاد کا دروازہ ہی کھول دیا گیا ہے۔ قرآن و سنت سے کیا مراد ہے؟ تو قرآن و سنت سے جو مراد ہے وہ اللہ نے اور اس کے رسولؐ نے اور صحابہ کرام نے۔ سب نے طے کر دیا ہے مگر شریعت کی وہ تعریف بالکل نظر انداز کر دی گئی ہے۔ کسی جج پر کوئی حدود و قیود نہیں ہوں گی۔ جس وقت وہ چاہے گا وہ قرآن و سنت کی تعبیر کر کے کہے گا کہ میں نے قرآن و سنّت کی یہ تعبیر کر لی ہے تو اس کا ازالہ کیسے ہو گا اور اس سے کتنی افراتفری پیدا ہو گی؟

عدالتوں کو قرآن وسنت کا پابند نہیں بنایا گیا

تیسری چیز جو ہم نفاذ شریعت کے لئے ضروری سمجھتے تھے وہ یہ تھی کہ عدالتوں کا نظام بدل دیا جائے یا کم از کم عدالتوں کو قرآن وسنت کے مطابق فیصلے کرنے کا پابند بنایا جائے یہاں جتنی بھی تقریباً چالیس سال سے قرآن وسنت کے مطابق قوانین بنانے کی باتیں کی جارہی ہیں۔ اس میں منفی پہلو آتا ہے کہ قرآن وسنت کے خلاف قانون نہیں بنایا جائے گا۔ مگر اس طرح بات نہیں بنتی۔ بات مثبت شکل میں بنتی ہے۔ کہ قرآن وسنت کے ماتحت یہ عدالتیں ہوں گی اور عدالتیں قرآن وسنت کے مطابق فیصلہ کریں گی۔ عدالتوں کے نظام کو ہم اس طریقے سے تبدیل کرانا چاہتے تھے کہ عدالتیں قرآن وسنت کے مطابق فیصلہ کرنے کی پابند ہوں اگر عدالتیں پابند نہ ہوں تو اللہ اور رسول کی حاکمیت ہی پھر سرے سے غلط ہے ہم ساورنٹی اور حاکمیت اعلیٰ اللہ تعالیٰ کو دیتے ہیں اور حاکم اعلیٰ، اس کو، قرارداد مقاصد میں تسلیم کرتے ہیں۔ تو حاکمیت اعلیٰ کا تقاضا ہے کہ اللہ نے جو فرمان نازل فرمائے ہیں ان کو نافذ کرایا جائے اور ان کو نافذ کرایا جاسکتا ہے۔ تو عدالتوں کے ذریعے ہی نافذ کرایا جاسکتا ہے کہ جج قرآن وسنت، اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے مطابق فیصلے کریں۔

آرڈی ننس میں طویل اور لاحاصل طریقہ اختیار کیا گیا ہے

شریعت آرڈی ننس میں جو چیز سامنے آئی، اس میں یہ نہیں کہا گیا کہ عدالتوں کو قرآن وسنت کے مطابق فیصلے کرنے کا پابند بنایا جاتا۔ بلکہ یہ کہا گیا کہ عدالتیں موجودہ مروج انگریزی قوانین اور جو تعزیرات اس ملک میں رائج ہیں اسی کے مطابق فیصلہ کرتی رہیں گی۔ اور زیادہ سے زیادہ اگر کوئی شخص چاہے تو عدالت میں جا کر اپیل دائر کرسکتا ہے کہ یہ قانون قرآن وسنت کے خلاف ہے۔

پھر اس کے لئے عجیب طریق کار ہے یعنی اسی جج کے استصواب پر چھوڑا گیا اسی عدالت کی مرضی پر چھوڑا گیا ہے کہ وہ اس اعتراض کو معقول سمجھتا ہے یا غیر معقول سمجھتا ہے۔ کوئی بھی جج اپنے آپ کو ان جھنجھٹوں میں نہیں ڈالے گا اور وہ یک لخت اس اعتراض کو نامعقول قرار دے گا۔

اگر وہ عدالت اس اعتراض کو معقول سمجھتی ہے تو پھر وہ مسئلہ عدالت کو بھیج سکتا ہے جب کہ اسے شریعت کورٹ تک منحصر کرنا ٹھیک نہیں تھا۔ اس میں تمام ہائیکورٹوں اور سپریم کورٹ کو اختیار دینا چاہئے تھا کہ وہ اس اعتراض کا جائزہ لیں کہ بالائی عدالت کے فیصلے کا انتظار کئے بغیر اسی جج کو اختیار دیا گیا کہ وہ مروجہ قانون کے مطابق اس کیس کا فیصلہ کرسکتا ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ اس جج کو فی الحال روک دیا جاتا کہ جب ایک مدعی نے اعتراض کیا ہے اور استغاثہ دائر کیا ہے کہ یہ خلاف شرع قانون ہے تو اس کو اس فیصلے سے روک دیا جاتا۔ چنانچہ جو معاہدہ (۲۲ رکنی کمیٹی کے) علماء کے ساتھ طے ہوا تھا اس میں یہ بات طے ہوگئی تھی کہ اس کو روک دیا جائے گا۔ لیکن جب دوسرے روز آرڈی ننس آیا تو اس میں واضح طور پر یہ تھا کہ وہ انتظار کئے بغیر فیصلہ بھی کرسکتا ہے۔ اب ایک غریب دہقان شخص کو کیا پڑی ہے کہ وہ عدالتوں میں جائے کسی قانون کو اسلامی بنانے کے لئے، وکیل پکڑے ہزاروں لاکھوں روپے خرچ کرے پھر اسے یہ بھی یقین ہے کہ اب اس مقدمے میں سٹے آرڈر بھی نہیں مل سکتا اور جج اپنی کارروائی مروجہ قانون کے مطابق جاری رکھے گا۔

تو اس کو کیا پڑی ہے کہ وہ اتنا دردِ سر اٹھائے۔

موجودہ طریق کار نفاذ شریعت کی راہ میں رکاوٹ ہے

دوسرا ظلم یہ ہے کہ اگر بالائی عدالت کسی قانون کو غیر اسلامی قرار دے دے تو متبادل راستہ کونسا اختیار کیا جائے گا۔ پھر اسمبلی بیٹھے گی اور اس کے بارے میں متبادل قانون سامنے لائے گی۔

تا تریاق از عراق آوردہ شود۔ مار گزیدہ مردہ شود

اسی طرح تمام قوانین جو انگریز کے نافذ ہیں ان کو اسلامی بنانے کے لئے میرے خیال میں عمر نوحؑ سے بھی زیادہ عرصہ درکار ہوگا تو یہ ایک ایسا سلسلہ رکھا گیا ہے کہ نہ نو من تیل ہوگا اور نہ رادھا ناچے گی۔ عدالتیں اسی نظام پہ چلتی رہیں گی اور جس طرح ہم اس کو پابند بنانا چاہتے ہیں اس کو بالکل آزاد چھوڑ دیا گیا ہے تو اس سسٹم سے ہم کسی قانون کو اسلامی نہیں بنا سکتے اور نہ عدالتیں اسلامی قوانین پر پابند رہ سکتی ہیں۔ (عدالتوں سے متعلق آرڈی ننس کا) تو یہ دفعہ بھی محض ایک دھوکہ ہے۔ اگر یہ آرڈی ننس اسی شکل میں نافذ رہا تو شریعت کا نفاذ رکا رہے گا۔

مقننہ کو پابند بنانا ضروری تھا

پھر ہم مقننہ کو پابند بنانا چاہتے تھے کہ ہم جمہوریت کے قائل ہیں لیکن ہماری جمہوریت مغرب اور یورپ کی جمہوریت الگ الگ ہے۔ ہماری جمہوریت اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے دائرہ میں ہے اور کوئی قانون ساز اسمبلی ایسا قانون نہیں بنا سکتی جو قرآن و سنت کے صریح احکام سے متصادم ہو ان تمام دفعات کو بھی یکسر نظر انداز کر دیا گیا۔

پالیسیوں کا احتساب کون کرے گا؟

پھر ہم نے یہ رکھا تھا کہ تمام پالیسیاں اسلام کے تابع ہوں۔ اس آرڈی ننس میں یہ تو رکھا گیا ہے کہ تمام پالیسیاں اسلام کے دائرے میں ہونگی لیکن یہ چیز اس میں بالکل چھوڑ دی گئی ہے کہ پالیسیوں کا احتساب کون کرے گا۔ اس کے حساب کا حق کس کو دیا گیا ہے کہ وہ دیکھے کہ کونسی پالیسی اسلام کے مطابق ہے اور کونسی نہیں ہے۔ یہ تو آئین کے رہنما اصولوں میں بھی باتیں تھیں۔ وہ تو صرف رہنما اصول کی بات ہے پالیسیوں کو اسلام کے دائرے میں رکھنے کے لئے بھی ایک احتساب اور اس کے لئے قانون ہونا چاہئے تھا۔

صدر اور دیگر عمال احتساب سے بالاتر رکھے گئے

پھر ہم نے انتظامیہ کو اسلامی قانون کے بنانے کے دفعات رکھے تھے کہ عمال حکومت بشمول صدر، وزیر اعظم کوئی بھی ایسا حکم نافذ نہیں کر سکے گا جو قرآن و سنتؐ اور اللہ کے احکام سے متصادم ہو۔ چنانچہ اس بات کو بھی مشترکہ اور متفقہ مسودہ میں تسلیم کر لیا گیا تھا۔ مگر دوسرے دن جو آرڈی ننس آیا اس میں انتظامیہ، صدر اور وزیر اعظم سب کو احتساب سے بالاتر رکھا گیا۔ حالاں کہ قرآن و سنت اور اسلام کی نگاہ میں صدر، وزیر اعظم اور عام شہری اسلام کی نگاہ میں برابر ہیں اور ان کا ایک ہی طرح کا محاسبہ ہوگا۔

مالیات اور تعلیم کے لئے کمیشنوں کا سہارا لیا گیا

آرڈی ننس میں سب سے بڑی بات یہ کی گئی ہے وہ تعلیم اور مالیات

کے بارے میں ہے اس میں کہا گیا ہے کہ ایک کمیشن قائم کیا جائے گا ان دونوں شعبوں میں صدر صاحب ۶۰ دنوں یا ۳۰ دنوں کے اندر کمیشن قائم کریں گے چنانچہ قائم بھی کر چکے ہیں جو دو سال کے اندر اندر ایک رپورٹ دیں گے۔ مگر ایسی تجاویز کو آرڈیننس تو نہیں کہہ سکتے، قانون تو نہیں کہہ سکتے اس سے تبدیلی کون سی آئی۔ صدر تو کسی وقت بھی ایک کمیشن قائم کر سکتا ہے۔

کمیشنوں کی بیساکھی اور ایک لطیفہ

اور اس ملک میں سارا سلسلہ کمیشنوں پر ہی چل رہا ہے۔ ساری عمارت ہی کمیشن اور کمیٹیوں پر استوار ہے میں نے آپ سے عرض بھی کیا تھا کہ ایک دھوبن کا شوہر شکار میں جہانگیر سے قتل ہو گیا تھا۔ جہانگیر کے عدل کے بڑے چرچے تھے وہ بڑا پریشان تھا اور وہ عورت قصاص مانگ رہی تھی۔ وزرائے کرام نے، وسیم سجاد صاحب نے، اقبال احمد خان نے، ہاں ہمارے دوست اقبال احمد خان جواب چلے گئے ہیں (سابق وزیر قانون کو اشارہ تھا) اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے، ایسے وزراء نے مشورہ دے دیا کہ جہانگیر صاحب کیوں آپ پریشان ہیں انہوں نے جواب دیا کہ مجھ پر دھوبن (عورت) قتل کا دعویٰ کرے گی جب کہ میرے عدل کا ساری دنیا میں چرچا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ پریشان نہ ہوں۔ آپ ایک کمیشن قائم کر دیں۔ جہانگیر نے کہا بہت اچھا کمیشن قائم کر دیا۔ تو پھر کیا ہوگا تو انہوں نے جواب دیا کہ اگر کمیشن نے آپ کے خلاف فیصلہ دے دیا تو پھر ہم اس کے اوپر دوسرا کمیشن بٹھا دیں گے۔ اس نے کہا کہ پھر، تو انہوں نے کہا کہ پھر اسی طرح تیسرا کمیشن بٹھا دیں گے، چوتھا بٹھا دیں گے۔ کمیشنوں سے ہمیں کوئی روک نہیں سکتا۔ بالآخر اسی دوران وہ عورت مر جائے گی اور دعویٰ ہی ساقط ہو جائے گا۔ کہ وارث ہی ختم ہو گئے۔ یہاں وہی صورت حال ہے کہ کمیشنوں کے قیام کا مژدہ سنایا جاتا ہے۔ حالانکہ تعلیم کے بارے میں اس وقت حکومت کے سرد خانوں میں چالیس سال کی رپورٹیں دبی ہوئی ہیں۔ بڑے بڑے کمیشن بیٹھے جنہوں نے بڑی جامع اور مؤثر رپورٹیں دیں۔ یہی حال مالیات کے متعلق کمیشنوں کا ہے دنیا بھر کے علماء ماہرین وغیرہ سے رائے لی گئی اور سینکڑوں صفحات کی رپورٹیں مرتب ہو گئیں۔ ایسی رپورٹیں بلاسودی نظام کی ہمارے فاضل کمیشنوں نے مرتب کی ہیں کہ جن پر سعودی عرب اور دیگر اسلامی مملکتوں نے خراج تحسین پیش کیا ہے کہ واقعی یہ متبادل راستے ہیں اور ان پر عمل کرنے سے بلاسودی نظام چل سکتا ہے وہ ساری رپورٹیں آپ کے ریکارڈ میں وزارت قانون میں موجود ہیں۔

کمیشنوں اور نظریاتی کونسل کی رپورٹیں

پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل جس پر آپ کروڑوں روپے خرچ کر رہے ہیں اور اس نے کافی محنت کی ہے اور اس کی تقریباً ۲۰ رپورٹیں تو اس ایوان میں پیش ہو چکی ہیں۔ ان کی رپورٹیں مالیات اور تعلیم کے بارے میں مکمل متبادل تجاویز موجود ہیں۔ اس نظریاتی کونسل میں شیعہ، سنی، بریلوی، دیوبندی، جج، وکیل اور مولوی بھی ہیں۔ اتنے جامع اور مؤثر ادارے نے کروڑوں روپے خرچ کئے اور مؤثر رپورٹیں ہمارے سامنے رکھیں تو ہمیں جب آرڈیننس میں کمیشن کا مژدہ سنایا گیا ہے تو اگر ان رپورٹوں سے لے کر کچھ ہمارے سامنے رکھ دیتے کہ یہ تو فوری نافذ ہیں اور کچھ تبدیلی ہم لا رہے ہیں۔ پھر اس نے سینکڑوں قوانین کو

غیر اسلامی ہونے کی نشاندہی بھی کی ہے۔ لیکن ہم نے اس تمام ذخیرے کو نظر انداز کر دیا ہے۔ گویا آج ہم نئے سرے سے غور کر کے قوم کے سامنے ایک رپورٹ پیش کریں گے۔ اب (دو سال بعد) اس رپورٹ کا صدر پابند ہو گا یا نہیں؟ آرڈیننس میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ کمیشن اگر دو سال بعد رپورٹ دے بھی دے تو اس کی گارنٹی ہے کہ صدر اس کا پابند بھی ہو گا یا نہیں۔ پھر تو اسمبلیاں بیٹھی ہوں گی۔

ناقص، غیر مؤثر اقدامات اور اسلام کے ساتھ ظلم عظیم!

تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ شریعت آرڈیننس ایک لحاظ سے بالکل ناقص اور غیر مؤثر ہے ہم لوگوں کو بدقسمتی سے دھوکہ دے رہے ہیں کہ اسلام نافذ ہو گیا۔ خوشیاں مناتے ہیں ڈھول بجاتے ہیں کہ اسلام نافذ ہو گیا ہے۔ صبح غریب اٹھتا ہے تو اس کے مشکلات اور بھی بڑھ چکے ہوتے ہیں۔ اس کو عدالتوں میں اور دھکے کھانے پڑتے ہیں۔ اس کو زیادہ رشوت دینی پڑتی ہے اس کو زیادہ مہنگی چیز خریدنی پڑتی ہے اس کو ملاوٹ اور سمگلنگ کا زیادہ سامنا کرنا پڑتا ہے اور بھی مصیبتوں کی چکی میں پستا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ وہ سبز جنت جو ہمارے سامنے اسلام کا ایک تصور تھا شاید وہ آ گیا ہے۔ اس اسلام نے تو ہمیں اور بھی تباہ کر دیا۔

تو ایسے محض اعلانات کے ذریعہ ہم اسلام کے ساتھ غداری کر رہے ہیں اور آئندہ لوگ اسلام کا نام سننا گوارا نہیں کریں گے۔ آپ اگر حقیقی معنوں میں بھی اس ملک میں اسلام نافذ کریں گے تو لوگ کہیں گے اسلام میں کیا رکھا ہے؟ اسلام نے ہمیں کیا دیا؟ وہ تو آدھی روٹی اگر آتی تھی تو وہ بھی اسلام نے چھین لی تو ایسے آرڈیننسوں اور ایسے اعلانات کے ذریعے اسلام تو نافذ نہیں ہو سکتا۔ لوگ چاہتے ہیں کہ ہم عدالت میں جائیں اور انصاف کا دروازہ کھٹکھٹائیں اور بغیر پیسوں کے ہمیں انصاف ملے۔ اور گھر بیٹھے انصاف ملے۔ ہم چاہتے ہیں کہ خدارا صدر صاحب اگر چاہتے ہیں تو کم از کم اس مسودے کو جس پر اتفاق ہے اسے لائیں۔

معاہدہ سے انحراف اور کھلا دھوکہ

میں ایوان کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ کتنی بڑی زیادتی ہے کہ ۲۲ علما کو جو بلایا گیا تھا اور اتنی محنتوں کے بعد ایک مسودہ (ڈرافٹ) تیار ہو گیا اور اس پر اتفاق رائے ہو گیا کہ یہ چیزیں مسودے میں شامل ہوں گی اور یہ آرڈیننس ہو گا۔ اس کے ہر صفحے پر سب کے دستخط کرائے گئے تھے اس کی فوٹو سٹیٹ کاپی میرے پاس موجود ہے اس آرڈیننس کی فوٹو سٹیٹ کاپی جس کے ہر صفحے پر دستخط ہیں تمام ارکان کے، اور طے ہو گیا تھا کئی دنوں کی محنتوں کے بعد کہ یہ ہے آرڈیننس۔

دوسرے دن جو چیز آتی ہے اس میں سراسر ان تمام دفعات کو تبدیل کر دیا گیا۔ ساری قوم سے ایک ملک کے سربراہ یا اس کے ذمہ دار لوگوں کی طرف سے اگر ایسا دھوکہ کیا جائے (تو کتنا عظیم المیہ ہے) ویسے تو ان لوگوں کو جواب دینا چاہئے جو اس کمیٹی میں بیٹھے ہوئے تھے۔ الحمد للہ ہم اس جرم میں شریک نہیں تھے ہم نے کہا بہت اس جرم میں شریک ہو گئے ہیں آئندہ ہمیں دور رکھیں قاضی (عبد اللطیف) صاحب باہر تشریف لے گئے ہیں۔ وہ بھی اس کمیٹی میں موجود تھے۔ میں ان سے

بھی اپیل کروں گا کہ اس سارے مسودے اور اس کے تضادات کو سامنے رکھیں اور اپنے معزز ایوان کے ارکان کو وہ اصل صورت حال ان کے سامنے رکھیں یہ کیسا آرڈی ننس نافذ ہوا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ جو چیزیں ہم نے عرض کیں یا جو اس مسودے میں تھیں وہ تمام ترامیم کی شکل میں اس میں شامل کی جائیں۔ اور اس آرڈی ننس کو ایک جامع شکل میں نافذ کیا جائے۔

سینٹ کے لئے سامان عبرت

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم واقعی اس ملک میں شریعت نافذ کرسکیں۔ اللہ نے ہمیں ایک عبرت کا سامان دیا ہے۔ ہمارے سامنے قومی اسمبلی کا یہ سانحہ جو آیا ہے تو میں کہا کرتا تھا اس کے معزز ارکان کو اور وزیراعظم کو میں نے تنہائی میں بار بار کہا اور سب کو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی وقت یہ مار پڑ سکتی ہے کیونکہ ہم نام اسلام کا لے رہے ہیں۔ آتے اسلام کے نام پر ہیں، پھر شریعت کو اس طرح نظر انداز کر دینا اس کے ساتھ ایسا تمسخر اور استہزا کرنا، تو اللہ تو یہ سب کچھ دیکھتے ہیں۔ وہ راتوں رات سب کچھ تبدیل کرسکتا ہے تو اس وقت سینٹ چونکہ واحد ادارہ ہے اس ملک میں، ایک جمہوری ادارہ ہے اور ایوان بالا ہے اس کے ارکان کو اپنی ذمہ داریاں اس معاملے میں جو بڑی نازک ذمہ داریاں ہیں اور اللہ تعالیٰ کو سامنے رکھ کر اپنی ذمہ داریاں نبھانی چاہئیں۔ تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی سرخرو ہوں گے اور قوم کی بارگاہ میں بھی سرخرو ہوں گے۔ ورنہ ہمارے سامنے بھی کسی وقت اللہ تعالیٰ کی ــــ کہ اس کے ہاں دیر ہے اور اندھیر نہیں ہے تو ہم سب کو اس وقت پورے اخلاص سے صدر صاحب کی راہ نمائی کرنی چاہئے اور ان کو ادارے سے، اس کو منت سماجت سے کہنا چاہئے کہ واقعی ہم تیار ہیں۔ آپ جو شریعت آرڈی ننس کی شکل میں شریعت کے لئے جو بھی اقدام کرتے ہیں اگر آپ اسے مؤثر شکل میں ہمارے سامنے کوئی چیز لائیں تو ہم ایک منٹ میں اس کو پاس کریں گے ۔

مؤتمر المصنفین کی علمی تحقیقی تاریخی پیشکش
ایک نادر تحفہ
امام اعظم ابو حنیفہؒ
پیش لفظ — جناب مولانا سمیع الحق مدیر الحق
تصنیف — مولانا عبدالقیوم حقانی
مؤتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع پشاور